سورة الانفال

آيات ١تا ١٠

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

يَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الۡاَنۡفَالِ ؕ قُلِ الۡاَنۡفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوۡلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصۡلِحُوۡا ذَاتَ
بَيۡنِكُمۡ ۖ وَ اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱﴾ اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِيۡنَ اِذَا ذُكِرَ
اللّٰهُ وَجِلَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ وَاِذَا تُلِيَتۡ عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتُهٗ زَادَتۡهُمۡ اِيۡمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُوۡنَ ۚۖ ﴿۲﴾
الَّذِيۡنَ يُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ ؕ ﴿۳﴾ اُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ حَقًّا ؕ لَهُمۡ
دَرَجٰتٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ وَ مَغۡفِرَةٌ وَّ رِزۡقٌ كَرِيۡمٌ ۚ ﴿۴﴾ كَمَاۤ اَخۡرَجَكَ رَبُّكَ مِنۡۢ بَيۡتِكَ بِالۡحَـقِّ ۖ وَ
اِنَّ فَرِيۡقًا مِّنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ لَـكٰرِهُوۡنَ ۙ ﴿۵﴾ يُجَادِلُوۡنَكَ فِى الۡحَـقِّ بَعۡدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا
يُسَاقُوۡنَ اِلَى الۡمَوۡتِ وَ هُمۡ يَنۡظُرُوۡنَ ؕ ﴿۶﴾ وَ اِذۡ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحۡدَى الطَّآئِفَتَيۡنِ اَنَّهَا لَـكُمۡ وَ
تَوَدُّوۡنَ اَنَّ غَيۡرَ ذَاتِ الشَّوۡكَةِ تَكُوۡنُ لَـكُمۡ وَيُرِيۡدُ اللّٰهُ اَنۡ يُّحِقَّ الۡحَـقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقۡطَعَ دَابِرَ
الۡـكٰفِرِيۡنَ ۙ ﴿۷﴾ لِيُحِقَّ الۡحَـقَّ وَيُبۡطِلَ الۡبَاطِلَ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ۚ ﴿۸﴾ اِذۡ تَسۡتَغِيۡثُوۡنَ
رَبَّكُمۡ فَاسۡتَجَابَ لَـكُمۡ اَنِّىۡ مُمِدُّكُمۡ بِاَلۡفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓـئِكَةِ مُرۡدِفِيۡنَ ﴿۹﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا
بُشۡرٰى وَلِتَطۡمَـئِنَّ بِهٖ قُلُوۡبُكُمۡ ۚ وَمَا النَّصۡرُ اِلَّا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ﴿۱۰﴾

سُوْرَةُ الْاَنْفَال

- نام - سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ وہ سورت جس میں انفال کا ذکر ہے، انفال کے معنی مال غنیمت (spoils of war) کے ہیں
- اس سورت میں دس رکوع اور (کوفی قرأت کے مطابق) ۷۵ آیات ہیں

[عالمِ اسلام میں سب سے زیادہ مروّج اور مقبول قرأت، کوفی قرأت ہے جو عاصمؒ سے روایت ہے (روایتِ حفص عن عاصم)۔ برصغیر پاک و ہند، عرب ممالک، وسطی ایشیا اور مشرقی ایشیا کے ممالک میں اسی روایت کے مطابق قرأت کی جاتی ہے - شمالی اور مغربی افریقا میں روایتِ ورش کے مطابق پڑھنے کا زیادہ رجحان ہے]

قرآن پڑھنے کی اس روایت کو امام حفص ابن سلیمان الاسدی الکوفی نے مشہور تابعی عاصم بن ابی النجود کوفی سے سیکھا، عاصمؒ نے اس روایت کو ابو عبدالرحمٰن السلمی کوفی سے سیکھا اور انہوں سے پڑھنے کی اس روایت کو حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ بن عفان، حضرت ابی بن کعبؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ سے سیکھا

- زمانۂ نزول - یہ بالاتفاق مدنی سورت ہے جو مدینہ میں کفر و اسلام کی پہلی جنگ (غزوۂ بدر) کے بعد 2 ھ میں نازل ہوئی (ابن عباسؓ کی روایت کے مطابق غزوہ بدر کے درمیان مقام بدر میں نازل ہوئی - صحیح بخاری)

سورت کا موضوع: اس سورت میں جنگ بدر کا پس منظر بیان کرنے کے علاوہ کفر و اسلام کی اس معرکہ آرا جنگ پر مفصل تبصرہ بھی کیا گیا ہے (سورت کے مضامین کو بہتر طور پر سمجھنے کے لیے غزوۂ بدر کا پس منظر کافی مددگار ہو گا) - غزوۂ بدر کا پس منظر اضافی مواد میں ملاحظہ فرمائیں)

سُوْرَةُ الْاَنْفَال

سورۃ کے مضامین

- مسلمانوں کی ان اخلاقی کمزوریوں کی نشاندہی کی گئی ہے جو ان میں پائی جاتی تھیں تاکہ وہ ان کے ازالہ کی سعی اور اپنے اخلاق کی تکمیل کی کوشش کریں
- فرشتوں کے نزول اور خدا کی غیبی تائید و نصرت کا تذکرہ اور یہ بتایا گیا کہ اس جنگ کی فتح خدا کی اسی غیبی تائید و نصرت کا نتیجہ ہے تاکہ مسلمان خدا پر توکل کریں (فتح کے حقیقی اسباب)
- فسلفۂ جہاد، جہاد کے آداب ، جہاد کی ترغیب ، جہاد کی فضیلت
- فتح کے نتیجے میں آنے والے اموالِ غنیمت کی تقسیم کے بارے میں ہدایات
- قانون صلح جنگ کے بارے میں جامع ہدایات ۔اسلامی ریاست کے دستور کی اساسی دفعات
- باہمی نزاعات واختلافات کے برے نتائج سے خبرداری
- جہاد کرنے کی تیاری اور رباط کا حکم ، جنگی قیدیوں کے بارے میں حکم الٰہی
- مسلمانوں کو تقویٰ و توکل کی اعلیٰ اخلاقی تعلیم - سمع واطاعت ، صبر ،استقامت اور مضبوط باہمی نظم کی ہدایت
- اہل ایمان کے صفات جلیلہ و جمیلہ کا تذکرہ

سُوْرَةُ الْاَنْفَال

سورت الانفال کے مضامین کا روئے سخن

- غزوہ بدر ایک ایسی نصیحت خیز اور عبرت آموز داستان ہے۔ جسے قرآن کریم نے "الفرقان" کا نام دیا ہے۔ جس کے اثرات نے حق و باطل کی کشمکش کو ایک نیا موڑ دیا۔ تاریخ پر اس نے گہرے اثرات چھوڑے
- مسلمانوں کو آنے والے جانگسل مراحل کے لیے اس طرح تیار کیا کہ وہ ہر معرکے میں کندن بن کر نکلے۔ اس میں سرفروشی اور جاں سپاری کی ایسی مثالیں قائم ہوئیں جسے تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا گیا
- یہ مختصر سا لشکر چونکہ امت مسلمہ کا ہراول دستہ تھا اس لیے اس کے کارنامے اور اس کی خوبیاں امت کے راستے کا سنگ میل بنیں اور اس کی معمولی فرو گزاشتوں پر پروردگار نے سورۃ الانفال میں بے لاگ تبصرہ کر کے مسلمانوں کی سیرت و کردار کو ہر طرح کی کمزوری سے پاک کر دیا اور ان پر یہ بات واضح کر دی کہ تم اللہ کا وہ پسندیدہ اور منتخب لشکر ہو جس نے دنیا میں اسلامی انقلاب کی بنیادیں رکھنی ہیں اور کفر کے جتھوں کو اپنی ایمانی قوت سے توڑنا اور منتشر کرنا ہے۔ تمہاری ایک ایک بات تاریخ کا عنوان بننے والی ہے
- اس لیے اس سورۃ کے آئینہ میں تمہیں اپنے خدوخال پہچاننے چاہئیں اور جہاں کہیں معمولی داغ دکھائی دے اسے اللہ کے دین کی راہنمائی میں دور کرنے کی سعی کرنی چاہیے۔ یہی وہ پیمانہ ہے جسے سامنے رکھتے ہوئے ہم سورۃ الانفال سے صحیح فائدہ اٹھا سکتے ہیں

سُوْرَةُ الْاَنْفَال

جنگِ بدر اور دیگر غزوات کیا دفاعی جنگیں تھیں؟

- غلبہ دین کی جدو جہد کا حتمی اور ناگزیر مرحلہ (اقدامی مرحلہ)
- دعوت، تنظیم، تربیت اور صبر کے مراحل تو مکہ مکرمہ میں طے ہوگئے تھے۔
- جنگِ بدر سے حق و باطل کے درمیان باقاعدہ تصادم کا نقطہ آغاز ہو گیا اور اس حتمی مرحلے کو سر کرنے کے بعد یہ اسلامی تحریک بالآخر تاریخ انسانی کے عظیم ترین اور جامع ترین انقلاب پر منتج ہوئی
- اٹھارہویں صدی میں مغربی علوم و تہذیب کی شدید یلغار کے سامنے مسلمان جس طرح ہر میدان میں پسپا ہوئے تو اس کے نتیجے میں مسلمان مورخین حتیٰ کہ مفسرین نے آپ ﷺ کی جنگوں (غلبہ دین کی جدوجہد کے حتمی مرحلے) کے بارے میں انتہائی معذرت خواہانہ رویہ اختیار کیا اور اہل مغرب کے اس الزام کہ "اسلام تلوار کے زور سے پھیلا" کا جواب یوں دیا کہ آپ ﷺ نے خود سے کوئی ایسا جارحانہ اقدام نہیں کیا، بلکہ تمام جنگیں آپ ﷺ پر مسلط کی گئی تھیں اور آپ ﷺ نے تمام جنگیں اپنے دفاع میں لڑیں
- قرآنِ مجید میں مذکور جنگوں کے حالات، مسلمانوں کو ہدایات اور احادیثِ مبارکہ میں ان کی تفاصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معذرت خواہانہ موقف صحیح نہیں۔ دینِ حق کی باطل اور مشرکانہ نظام کے ساتھ بقائے باہمی (co-existence) کے اصول پر مفاہمت نہیں ہو سکتی، لازمی طور پر ایک غالب ہوگا اور دوسرا مغلوب، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے دین حق کے ایک اہم رکن (زکواۃ) کے سقوط پر مشکل حالات کے باوجود سمجھوتہ نہیں کیا

مدینہ میں نازل ہونے والی سورتیں - اسلامی نظام کے ارتقائی احکامات

سورۃ البقرۃ

2 ہجری ~

سابقہ امت کی معزولی
امتِ مسلمہ کی تشکیل
امتِ مسلمہ کے لیے نظام زندگی کے ابتدائی احکامات

سورۃ آل عمرآن

3 ہجری ~

امتِ مسلمہ کے وجود کو لاحق خطرات کے پیشِ نظر مسلمانوں کو جہاد، تنظیم، ڈسپلن اور دیگر... احکامات

سورۃ النساء

4-6 ہجری

اسلامی نظام حیات سے متعلق اگلے درجے کے (تمدنی و معاشرتی) احکامات
اسلامی حکومت کے قیام کا اشارہ

سورۃ المائدہ میں تکمیلی نوعیت کے احکام

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۪ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ①

يَسْـَٔلُوْنَكَ - آپ سے پوچھتے ہیں

سَأَلَ يَسْأَلُ ، سُؤالاً - سوال کرنا

عَنِ الْاَنْفَالِ - اموال غنیمت کے بارے میں

نَفَلَ يَنفُل ، نَفْلاً - زیادہ دینا، مالِ غنیمت تقسیم کرنا

قُلِ الْاَنْفَالُ - آپ کہہ دیجیے اموال غنیمت

نَفل کی اَنْفَال - نفل معنی زیادہ | اَنْفَال - مالِ غنیمت

زائد (از فرض) نماز نافلہ (اردو میں نفل) کہلاتی ہے

لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ - اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے

فَاتَّقُوا اللّٰهَ - پس تم تقویٰ اختیار کرو

وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ - اور اصلاح کرو اپنے درمیان والی (باتوں کی)

أصْلَحَ يُصْلِحُ ، إصْلَاحًا

اصلاح کرنا (IV)

وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ - اور اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی

اِنْ كُنْتُمْ - اگر تم ہو

مُّؤْمِنِيْنَ - ایمان لانے والے ہو

يَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الۡاَنۡفَالِ ؕ قُلِ الۡاَنۡفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوۡلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصۡلِحُوۡا ذَاتَ بَيۡنِكُمۡ ۖ وَ
اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ۝١

تم سے انفال کے متعلق پوچھتے ہیں؟ کہو "یہ انفال تو اللہ اور اُس کے رسُولؐ کے ہیں،
پس تم لوگ اللہ سے ڈرو اور اپنے آپس کے تعلقات درست کرو اور اللہ اور اُس کے
رسولؐ کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو

They ask you concerning the spoils of war? Tell them: 'The spoils of war belong to Allah and the Messenger. So fear Allah, and set things right between you, and obey Allah and His Messenger if you are true believers.

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۖ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ①

اموالِ غنیمت اور جنگی احوال کی اصلاح

- غزوہ بدر جزیرہ نمائے عرب میں اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ تھا۔ اس سے پہلے عرب میں کہیں بھی کسی باقاعدہ فوج اور اس کے ڈسپلن کی کوئی مثال موجود نہیں تھی۔ چنانچہ عسکری نظم و ضبط اور جنگی معاملات کے بارے میں کوئی ضابطہ اور قانون بھی پہلے سے موجود نہیں تھا
- بدر میں جو مال غنیمت لشکر قریش سے لوٹا گیا تھا اس کی تقسیم پر مسلمانوں کے درمیان نزاع برپا ہو گئی، اس ضمن میں کچھ ابتدائی ہدایات سورۃ بقرہ اور سورۃ محمد میں دی جا چکی تھیں لیکن باقاعدہ تفصیلی احکام نازل نہ ہوئے تھے ، اس وجہ سے مسلمانوں میں اس موقع پر اس نزاع نے تلخی کی صورت اختیار کرنی شروع کر دی اور زبانوں سے دلوں تک بدمزگی پھیلنے لگی۔
- اس نفسیاتی موقع (juncture) کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ انفال کے نزول کے لیے منتخب فرمایا اور جنگ پر اپنے تبصرے کی ابتدا اسی مسئلے سے کی اور پہلا ہی فقرے میں اس سوال کا جواب موجود تھا
- ان اموال غنیمت کو " انفال " کے لفظ سے تعبیر فرمایا، نفل (جمع انفال) اس چیز کو کہتے ہیں جو واجب سے یا حق سے زائد ہو۔ یعنی یہ ساری ردّ و کد، نزاع اور پوچھ گچھ کیا خدا کے بخشے ہوئے انعامات کے بارے میں ہو رہی ہے
- اگر یہ ایسا ہے تو تم ایسی چیز کی ملکیت کا دعویٰ کیسے کر سکتے ہو؟ اس کی تقسیم اور ملکیت کا فیصلہ وہی کرے گا کو اس کا حقیقی مالک ہے کہ کیسے دیا جائے اور کسے نہیں، اور جس کو بھی دیا جائے اسے کتنا دیا جائے؟

يَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الۡاَنۡفَالِ ‌ؕ قُلِ الۡاَنۡفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ‌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصۡلِحُوۡا ذَاتَ بَيۡنِكُمۡ‌ ۖ وَاَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ‏ ۝١

- **جنگ سے متعلق اخلاقی اصلاح**-اموال غنیمت سے متعلق حکم الٰہی سے امت کی ایک بہت بڑی اخلاقی اصلاح کی گئی اور اُن کی مقصدی حیثیت یاد دلائی گئی کہ مسلمان کی جنگ دنیا کے مادی فائدے کے لیے نہیں ہے بلکہ دنیا کے اخلاقی وتمدنی بگاڑ کو درست کرنے کے لیے ہے، یہ محض جنگ (war) نہیں ہے بلکہ جہاد ہے جسے اس وقت اختیار کیا جاتا ہے جبکہ مزاحم قوتیں دعوت و تبلیغ کے ذریعہ سے اصلاح کو ناممکن بنادیں، ان مقاصد کو ہمیشہ مدِ نظر رکھا جائے ورنہ بہت جلدی، اخلاقی انحطاط رونما ہو کر یہی مالی ودنیوی فوائد مقصود قرار پا جائیں گے

- **جنگ سے متعلق انتظامی اصلاح**- زمانہ قدیم سے یہ طریقہ کارفرما چلا آرہا تھا کہ جنگ میں جو چیز کسی کے ہاتھ لگتی ، اسی کی ہو جاتی یا پھر بادشاہ یا سپہ سالار تمام غنائم پر قابض ہو جاتا (نیتجتاً غنائم پر آپس میں سر پھٹول اور لڑائی تک نوبت آجاتی اور یہ بھی کہ لوگ غنیمت کا مال چرا لیتے اور اس میں خیانت کرتے) –قرآنِ مجید نے اس ضمن میں ایک زبردست انتظامی اصلاح فرمائی کہ تمام مالِ غنیمت اسلامی ریاست کی ملکیت ہے اور تمام مجاہدین کو حکم دیے دیا گیا کہ انفرادی طور جو چیز جس کسی کے پاس ہے وہ اسے لاکر بیت المال میں جمع کرادے (پھر ساتھ ہی اس کی تقسیم کا طریقہ بھی بتادیا اور یوں صدیوں سے مروّج جاہلی دستور کا خاتمہ کردیا

- **مسلمانوں کی اجتماعی شیرازہ بندی کی بنیاد** : یہاں تقویٰ اور آپس کے معاملات کی اصلاح کو مسلمانوں کی اجتماعی شیرازہ بندی کی بنیاد قرار دیا ہے، غنائم اللہ اور اس کے رسول کے ہیں ان کی تقسیم کے حوالے سے حسد، رقابت، خود غرضی اور نفسا نفسی کی کیفیت پیدا نہ ہو یہ ایمان کے منافی ہے، مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ان کے باہمی تعلقات کی بنیاد اخوت، رحم اور محبت پر ہے۔ یہ رحماء بینھم کا گروہ ہے،اسے ایمان کی حقیقت بتایا گیا

اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِيۡنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ وَاِذَا تُلِيَتۡ عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتُهٗ زَادَتۡهُمۡ اِيۡمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُوۡنَ ۚ ۖ ﴿۲﴾

اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ - در حقیقت ایمان لانے والے

الَّذِيۡنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ - وہ لوگ ہیں کہ جب ذکر کیا جائے اللہ کا

وَجِلَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ - تو کانپ اٹھتے ہیں ان کے دل

وَجَلَ يَوْجُلُ ، وَجْلاً - ڈرنا، کانپ اٹھنا

وَاِذَا تُلِيَتۡ - اور جب پڑھی جاتی ہیں

تَلَا يَتْلُوْ ، تِلاوَةً - پڑھنا، پڑھ کر سنانا، تلاوت کرنا

عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتُهٗ - اُن پر اُس کی آیات

زَادَتۡهُمۡ اِيۡمَانًا - زیادہ کرتی ہیں ان کو ایمان کے لحاظ سے

زَادَ يَزِيْدُ ، زِيَادَةً - زیادہ کرنا

وَّعَلٰى رَبِّهِمۡ - اور اپنے رب پر ہی

يَتَوَكَّلُوۡنَ - وہ بھروسہ کرتے ہیں

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ؕ ۝٣ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ مَغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ۚ ۝٤

الَّذِيْنَ - وہ لوگ جو

يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ - قائم رکھتے ہیں نماز کو

وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ - اور اس میں سے جو ہم نے عطا کیا ان کو

يُنْفِقُوْنَ - وہ خرچ کرتے ہیں

أَنْفَقَ يُنْفِقُ ، إِنْفَاقًا - خرچ کرنا (۱۷)

أُولٰٓئِكَ - وہ لوگ

هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا - ہی ایمان لانے والے ہیں حقیقتاً

لَهُمْ دَرَجٰتٌ - ان کے لیے ہی درجے ہیں

عِنْدَ رَبِّهِمْ - ان کے رب کے پاس

وَ مَغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ - اور مغفرت ہے اور باعزت رزق ہے

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ إِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۚ ﴿٢﴾ الَّذِيْنَ
يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ؕ ﴿٣﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۚ ﴿٤﴾

سچّے اہل ایمان تو وہ لوگ ہیں جن کے دل اللہ کا ذکر سُن کر لرز جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیات ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر اعتماد رکھتے ہیں،

جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے (ہماری راہ میں) خرچ کرتے ہیں،

ایسے ہی لوگ حقیقی مومن ہیں ان کے لیے ان کے رب کے پاس بڑے درجے ہیں قصوروں سے درگزر ہے اور بہترین رزق ہے

The true believers are those who, when Allah's name is mentioned, their hearts quake, and when His verses are recited to them their faith grows, and who put their trust in their Lord; who establish Prayer and spend out of what We have provided them. Such people are indeed true believers. They have high ranks with their Lord, and forgiveness for their sins3 and an honourable sustenance.

اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِيۡنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ وَاِذَا تُلِيَتۡ عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتُهٗ زَادَتۡهُمۡ اِيۡمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُوۡنَ ۚ ۖ ۝٢ الَّذِيۡنَ يُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ ؕ ۝٣

حقیقی مومنین کے اوصاف - ان دو آیات کریمہ میں مومنین کی پانچ صفات بیان کی گئ ہیں :

1. خشیت الٰہی : جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل دہل اٹھتے ہیں، دلوں میں کپکپی طاری ہو جاتی ہے، جسم سکڑنے لگتا ہے، رنگ اڑ جاتا ہے، اللہ کی کبریائی اس کی قدرتوں کی بے پناہی اور اس کی جلالت قدر کا تصور کرکے دل پگھلنے لگتا ہے۔ کبھی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں (وَاِذَا سَمِعُوۡا مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَى الرَّسُوۡلِ تَرٰۤى اَعۡيُنَهُمۡ تَفِيۡضُ مِنَ الدَّمۡعِ -اور جب وہ اس قرآن کو سنتے ہیں جو رسول ﷺ پر اتارا گیا ہے تو آپ دیکھتے ہیں کہ ان کی آنکھیں آنسو بہنے لگتی ہیں)

2. صفت ایمان میں ترقی : جب ایمان والوں سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو ان کے ایمان میں ترقی اور مضبوطی پیدا ہوتی ہے اس کے دل میں نور ایمان روشن ہوتا ہے۔اس کی روح اور بھی پاکیزہ ہو جاتی ہے

3. توکل علی اللہ : وہ اپنے سب کاموں میں اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں، ظاہری اسباب اختیار کرنے کے باوجود نظر اللہ پر، توکل اسی پر، کہ اللہ ہی رزاق اور قاضی الحاجات ہے اور ہم اس کے ہر فیصلے پر اس کی قضاء و قدر پر راضی

4. اقامت صلوٰۃ : مومنین کی ایک مستقل صفت اور باقی تمام صفات کا مقدمہ اور تمہید بھی- اقامت صلوٰۃ سے مراد صرف نماز پڑھنا نہیں بلکہ نماز کی اقامت ہے (نماز پورے آداب و شرائط کے ساتھ اس طرح بجا لانا جیسا آپ ﷺ ادا فرماتے)، اقامت صلوٰۃ، نظام صلوٰۃ کو قائم کرنے کا نام بھی ہے، جس میں مسجدوں کی تعمیر، ائمہ کا تقرر، لوگوں کو نماز کی ترغیب اور اس کی پابندی، نماز کے آداب و سنن کی تعلیم اور ایک ایسی تحریک جو نماز کی فرضیت اور افادیت دلوں میں اتار دے، سب شامل ہے

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝٢ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝٣

5. **انفاق فی سبیل اللہ** : جس طرح انسان کے نفسانی تقاضوں کے سبب بہت سی کمزوریاں وجود مین آتی ہیں اسی طرح مال و دولت کی حد سے بڑھی ہوئی محبت بھی انسان کے سیرت و کردار میں بہت سے مفاسد کا سبب بنتی ہے

مال انسان پر اثر انداز ہونے والی چیزوں میں سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ یہ ایک ایسی ضرورت بھی ہے جس کے بغیر زندگی کی گاڑی نہیں چلتی۔ لیکن ساتھ ہی ایک ابتلاء بھی ہے جو قدم قدم پر کبھی بخل پر اکساتا ہے اور کبھی تبذیر (فضول خرچی) پر آمادہ کرتا ہے۔ اسی کے نتیجے میں کتنے منکرات کو راستہ ملتا ہے اور اگر اس کی جہت درست کر دی جائے اور اس کے بارے میں تصورات پاکیزہ کر دیئے جائیں تو یہ نیکی کی بہت بڑی قوت بن جاتا ہے۔ اسی سے خدمت خلق ممکن ہوتی ہے اور اسی سے غلبہ دین کو مدد ملتی ہے

اس لیے ایک مومن کی صفت کے طور پر اس کو خصوصی طور پر ذکر فرمایا گیا ہے۔ ایک مومن مال و دولت میں سے جو کچھ اپنے پاس رکھتا ہے اسے وہ اللہ کی دین سمجھتا ہے۔ اسے اللہ کی امانت سمجھ کر اس کے حق کی ادائیگی کی فکر کرتا ہے۔ اپنی ضرورتوں سے جو کچھ بچتا ہے اسے اللہ کے راستے میں خرچ کر کے اللہ کے سامنے سرخرو ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے نتیجے میں اس کے سیرت و کردار میں جلا پیدا ہوتی اور اللہ کے دین کو سربلندی ملتی ہے

ان پانچ صفات کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ لوگ ہیں جنھیں سچے اور حقیقی مومن قرار دیا جاسکتا ہے کیونکہ محض ایمان کا دعویٰ کسی کو حقیقی مومن نہیں بنا دیتا

كَمَآ اَخۡرَجَكَ رَبُّكَ مِنۡۢ بَيۡتِكَ بِالۡحَـقِّ ۖ وَاِنَّ فَرِيۡقًا مِّنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ لَكٰرِهُوۡنَ ۙ ۝۵ يُجَادِلُوۡنَكَ فِى الۡحَـقِّ بَعۡدَمَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوۡنَ اِلَى الۡمَوۡتِ وَهُمۡ يَنۡظُرُوۡنَ ؕ ۝۶

كَمَآ اَخۡرَجَكَ رَبُّكَ ۔ جیسا کہ آپ کو نکالا آپ کے رب نے

مِنۡۢ بَيۡتِكَ بِالۡحَـقِّ ۔ آپ کے گھر سے حق کے ساتھ

وَاِنَّ فَرِيۡقًا ۔ اور بیشک ایک فریق

مِّنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ لَكٰرِهُوۡنَ ۔ مومنوں میں سے یقیناً ناپسند کرنے والا تھا

كَرِهَ يَكْرَهُ ، كُرْهًا و كَراهَةً... ناپسند کرنا

يُجَادِلُوۡنَكَ فِى الۡحَـقِّ ۔ وہ جھگڑتے تھے آپ سے حق (بات) میں

مُجَادِله ۔ بحث (جھگڑا) کرنا

بَعۡدَمَا تَبَيَّنَ ۔ اس کے بعد کہ جو واضح ہوا

تَبَيَّنَ يَتَبَيَّنُ ، تَبَيُّنًا ۔ واضح ہونا (۷)

كَاَنَّمَا يُسَاقُوۡنَ ۔ جیسا کہ وہ لوگ ہانکے جا رہے ہیں

سَاقَ يَسُوْقُ ، سَوْقًا ۔ (پیچھے سے) ہانکنا دھکیلنا (سَائِق ۔ ڈرائیور)

اِلَى الۡمَوۡتِ ۔ موت کی طرف

وَهُمۡ يَنۡظُرُوۡنَ ۔ اس حال میں کہ وہ دیکھ رہے ہیں (موت کو)

كَمَآ اَخۡرَجَكَ رَبُّكَ مِنۡۢ بَيۡتِكَ بِالۡحَـقِّ ۖ وَاِنَّ فَرِيۡقًا مِّنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ لَـكٰرِهُوۡنَ ۙ ﴿۵﴾ يُجَادِلُوۡنَكَ فِى
الۡحَـقِّ بَعۡدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوۡنَ اِلَى الۡمَوۡتِ وَهُمۡ يَنۡظُرُوۡنَ ؕ ﴿۶﴾

(اِس مالِ غنیمت کے معاملہ میں بھی ویسی ہی صورت پیش آ رہی ہے جیسی اُس وقت پیش آئی تھی جبکہ) تیرا رب تجھے حق کے ساتھ تیرے گھر سے نکال لایا تھا اور مومنوں میں سے ایک گروہ کو یہ سخت ناگوار تھا

وہ اس حق کے معاملہ میں تجھ سے جھگڑ رہے تھے دراں حالانکہ وہ صاف صاف نمایاں ہو چکا تھا ان کا حال یہ تھا کہ گویا وہ آنکھوں دیکھے موت کی طرف ہانکے جا رہے ہیں

(Now with regard to the spoils the same situation exists as when) your Lord brought you forth from your home in a righteous cause while a party among the believers were much averse to it. They disputed with you about the truth after that had become evident, as if they were being driven to death with their eyes wide open.

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۠ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۙ ۝٥ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۭ ۝٦

غزوہ بدر کا تذکرہ

- ان آیات میں غزوہ بدر کا ذکر ہے رکوع کے اختتام تک اور اس کے بعد بھی متعدد آیات میں اس کا تذکرہ، پھر مزید تفصیل اس سورت کے پانچویں اور چھٹے رکوع میں آئی ہے
- "کما" تشبیہ ہے (جیسے)، اس کی کئی توجیہات کی گئی ہیں مفسرین کی جانب سے - چونکہ اس سے پہلے صرف اموال غنیمت کا ذکر ہوا ہے لہٰذا اس تشبیہ کی نسبت بھی انفال سے ہی بنتی ہے یعنی جس طرح انفال کے بارے میں اللہ کا حکم، برحق تھا اسی طرح جنگ بدر کیلئے مدینہ سے نکلنے کا حکم بھی اللہ کی طرف سے اور حق پہ مبنی
- یہ اس مشاورت کا ذکر ہے جو رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمائی تھی (اس بات کے لیے کہ ابو سفیان کے قافلے کو شام سے واپسی پر روکنا چاہیے یا نہیں؟) بعض روایات کے مطابق ایک ہی مشاورت ہوئی
- لشکر کے میدان بدر کی طرف روانگی کو ناپسند کرنے والے دو قسم کے لوگ تھے۔ ایک تو منافقین تھے جو کسی قسم کی آزمائش میں پڑنے کو تیار نہیں تھے جن کے دلوں میں بیماری تھی، دوسرے کچھ نیک سرشت سچے مومن بھی ایسے تھے جو اپنے خاص مزاج اور سادہ لوحی کے سبب یہ رائے رکھتے تھے کہ ابھی تک قریش کی طرف سے تو کسی قسم کا کوئی اقدام نہیں ہوا، لہٰذا ہمیں آگے بڑھ کر پہل نہیں کرنی چاہیے۔
- یہاں پہ دوٹوک الفاظ میں واضح طور پر بتا دیا گیا کہ کا بدر کی طرف روانہ ہونا اللہ تعالیٰ کی تدبیر کا ایک حصہ تھا۔
- اس نکلنے کا مقصد بھی بتا دیا اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ کہ حق واضح ہو جائے اور کفار کی جڑ کاٹ دی جائے

وَاِذۡ یَعِدُکُمُ اللّٰہُ اِحۡدَی الطَّآئِفَتَیۡنِ اَنَّہَا لَکُمۡ وَ تَوَدُّوۡنَ اَنَّ غَیۡرَ ذَاتِ الشَّوۡکَۃِ تَکُوۡنُ لَکُمۡ وَ یُرِیۡدُ اللّٰہُ اَنۡ یُّحِقَّ الۡحَقَّ بِکَلِمٰتِہٖ

وَاِذۡ یَعِدُکُمُ اللّٰہُ - اور جب وعدہ کیا تم سے اللہ نے

وَعَدَ یَعِدُ ، وَعْدًا - وعدہ کرنا

اِحۡدَی الطَّآئِفَتَیۡنِ - دو جماعتوں کی ایک کا

الطَّآئِفَتَیۡنِ (مثنی-Dual) - طَائِفَة (واحد-singular)
بمعنی گروہ، جماعت، فرقہ

اَنَّہَا لَکُمۡ - کہ وہ تمہارے لیے ہے

وَ تَوَدُّوۡنَ اَنَّ - اور تم لوگ چاہتے تھے کہ

وَدَّ یَوَدُّ ، وَدًّا - چاہنا، محبت کرنا

غَیۡرَ ذَاتِ الشَّوۡکَۃِ - ہتھیار والی کے علاوہ (جماعت)

ذَات ، ذُو کی مؤنث (والی)

شَوْکَة - کانٹا، ہتھیار

شَاكَ یَشُوكُ ، شَوْكًا - کسی کو کانٹا چبھونا

غَیۡرَ ذَاتِ الشَّوۡکَۃِ - (قافلہ) جو بغیر ہتھیاروں کے تھا

اردو میں " شوکت " بمعنی قوت، شان، عزت و ہیبت، رعب و دبدبہ جو ظاہری ساز و سامان اور اسلحہ کے باعث حاصل ہوتا ہے

تَکُوۡنُ لَکُمۡ - ہو تمہارے لیے

وَ یُرِیۡدُ اللّٰہُ - اور چاہتا تھا اللہ

اَنۡ یُّحِقَّ الۡحَقَّ - کہ وہ حق کرے حق کو

بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۙ ⑦ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۚ ⑧

بِكَلِمٰتِهٖ - اپنے فرمانوں سے

كَلمات - كلام، باتيں، فرمان

وَيَقْطَعَ - اور وہ کاٹے

دُبر پیچھے، پشت

دَابِر متاخر (پیچھے آنے والا)

دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ - کافروں کی جڑ کو

دَابِرُ الْقَوم قوم کا آخری آدمی

قوم کے آخری آدمی کو مارنا
اس کی جڑ کاٹ دینا ہے

اردو میں: دُبر (پیچھے)، ادبار (زوال، مشکل وقت)

لِيُحِقَّ الْحَقَّ - تاکہ وہ ثابت کرے حق کو

أَحَقَّ يُحِقُّ ، إِحْقَاقًا ثابت کرنا، سچا کرنا (IV)

وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ - اور باطل کرے باطل کو

أَبْطَلَ يُبْطِلُ ، إِبْطَالاً باطل کرنا، جھوٹا کرنا (IV)

وَلَوْ - اور اگرچہ

كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ - ناپسند کریں مجرم لوگ

كَرِهَ يَكْرَهُ ، كُرْهًا و كَرَاهَةً... ناپسند کرنا

وَ اِذۡ یَعِدُکُمُ اللّٰہُ اِحۡدَی الطَّآئِفَتَیۡنِ اَنَّہَا لَکُمۡ وَ تَوَدُّوۡنَ اَنَّ غَیۡرَ ذَاتِ الشَّوۡکَۃِ تَکُوۡنُ لَکُمۡ وَ یُرِیۡدُ اللّٰہُ اَنۡ
یُّحِقَّ الۡحَقَّ بِکَلِمٰتِہٖ وَ یَقۡطَعَ دَابِرَ الۡکٰفِرِیۡنَ ۙ ﴿۷﴾ لِیُحِقَّ الۡحَقَّ وَ یُبۡطِلَ الۡبَاطِلَ وَ لَوۡ کَرِہَ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ۚ ﴿۸﴾

یاد کرو وہ موقع جب کہ اللہ تم سے وعدہ کر رہا تھا کہ دونوں گروہوں میں سے ایک
تمہیں مِل جائے گا تم چاہتے تھے کہ کمزور گروہ تمہیں ملے مگر اللہ کا ارادہ یہ تھا کہ اپنے
ارشادات سے حق کو حق کر دکھائے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے
تاکہ حق حق ہو کر رہے اور باطل باطل ہو جائے خواہ مجرموں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو

And recall when Allah promised you that one of the two hosts would fall to you, and you wished that the one without arms should fall into your hands. But Allah sought to prove by His words the truth to be true and to annihilate the unbelievers to the last remnant.
that He might prove the truth to be true and the false to be false, however averse the evil-doers might be to it.

محمد اقبال

وَاِذۡ یَعِدُکُمُ اللّٰہُ اِحۡدَی الطَّآئِفَتَیۡنِ اَنَّہَا لَکُمۡ وَ تَوَدُّوۡنَ اَنَّ غَیۡرَ ذَاتِ الشَّوۡکَۃِ تَکُوۡنُ لَکُمۡ وَ یُرِیۡدُ اللّٰہُ اَنۡ یُّحِقَّ الۡحَقَّ بِکَلِمٰتِہٖ وَ یَقۡطَعَ دَابِرَ الۡکٰفِرِیۡنَ ۙ﴿۷﴾

مسلمانوں سے دو گرہوں میں سے ایک (پر غالب آنے) کا وعدہ

- اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے اپنے رسول برحق کی معرفت مسلمانوں سے دو جماعتوں میں سے ایک پر غلبے اور فتح کا وعدہ فرمایا- دو گرہوں سے مراد قریش کا تجارتی قافلہ جو شام سے واپس آرہا تھا اور لشکرِ قریش ہیں
- آپؐ نے لوگوں سے اس بارے میں مشاورت کی اور بتایا کہ اللہ نے دو میں سے ایک گروہ پر فتح کا وعدہ فرمایا ہے اگرچہ کچھ لوگوں کی خواہش تھی لشکر اور قافلے میں سے کسی ایک کے مغلوب ہونے کی ضمانت ہے تو پھر غیر مسلح گروہ یعنی قافلے ہی کی طرف جایا جائے، کیونکہ اس میں کوئی خطرہ اور خدشہ (risk) نہیں تھا- قافلے کے ساتھ بمشکل پچاس یا سو آدمی تھے جبکہ اس میں پچاس ہزار دینار کی مالیت کے ساز و سامان سے لدے پھندے سینکڑوں اونٹ تھے، لہٰذا اس قافلے پر بڑی آسانی سے قابو پایا جاسکتا تھا اور بظاہر عقل کا تقاضا بھی یہی تھا
- لیکن اللہ کی منشاء یہ تھی کہ اس موقع پر مسلمان کفر کی قوت پر شدید کاری ضرب لگا کر اسے ادھ موا کر دیں، اس بنا پر آپ ﷺ نے مشاورت کے لیے بار بار سوال کیا تاکہ لوگ منشائے الٰہی کو سمجھ کر پورے یقین کے ساتھ، کفر کے مقابلے میں پیش آنے والے معرکے میں حصہ لیں، آپؐ نے پہلے مہاجرین سے رائے طلب کی تو مقداد بن عمر نے جس رائے کا اظہار کیا تاریخ میں اس کی گونج ہمیشہ باقی رہے گی، پھر بالخصوص انصار سے رائے طلب کی اور انصار آپؐ کی منشا کو سمجھ گئے اور اس موقع پر رئیس انصارؓ سعد بن معاذ نے جو ارشاد فرمایا، میدانِ جہاد کے ان رجزیہ کلمات کی حرارتِ ایمانی تو صدیوں گذر جانے کے باوجود بھی ٹھنڈی نہیں پڑی اور نہ پڑے گی

وَاِذۡ یَعِدُکُمُ اللّٰہُ اِحۡدَی الطَّآئِفَتَیۡنِ اَنَّہَا لَکُمۡ وَ تَوَدُّوۡنَ اَنَّ غَیۡرَ ذَاتِ الشَّوۡکَۃِ تَکُوۡنُ لَکُمۡ وَ یُرِیۡدُ اللّٰہُ اَنۡ یُّحِقَّ الۡحَقَّ بِکَلِمٰتِہٖ وَ یَقۡطَعَ دَابِرَ الۡکٰفِرِیۡنَ ۙ﴿۷﴾

وفاداری بشرط استواری اصل ایماں ہے

- حضرت سعد بن معاذؓ نے فرمایا

"ہم آپ پر ایمان لائے ہیں اور ہم نے آپ کی تصدیق کی ہے۔ ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ جو دین آپ لے کر آئے ہیں وہی حق ہے۔ ہم نے آپ سے سمع وطاعت کا عہد و میثاق کیا ہے۔ پس اے اللہ کے رسول، آپ نے جو ارادہ فرمایا ہے وہ پورا کیجیے۔ اس خدا کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر آپؐ ہمیں اس سمندر کے کنارے لے جا کر اس میں کود پڑیں گے تو آپ کے ساتھ ہم بھی اس میں کود پڑیں گے اور ایک شخص بھی ہم میں سے پیچھے رہنے والا نہیں ہوگا۔ ہم اس بات سے نہیں گھبراتے کہ کل آپؐ ہمیں ہمارے دشمنوں کے مقابلہ کے لیے لے جا کھڑا کریں۔ ہم جنگ میں ثابت قدم رہیں گے۔ مقابلہ کے وقت ہم راست باز ثابت ہوں گے اور کیا عجب کہ اللہ ہمارے ہاتھوں وہ کچھ دکھائے جس سے آپؐ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں تو اللہ کا نام لے کر آپ ہمیں ہم رکابی کا شرف بخشیے"

- آپ کے پیشِ نظر یقیناً قافلہ اور اس کا انتہائی پیش قیمت ساز و سامان نہ تھا بلکہ کفر اور ائمۂ کفر کی طاقت کو کچلنا مراد تھا تاکہ اللہ کے دین کے اظہار کی جو ذمہ داری آپ ﷺ پر عائد ہوئی ہے اس کی تکمیل کی راہ میں موجود کفر کی اٹھی ہوئی دیواروں کو گرادیا جائے
- یہی منشائے الٰہی تھا کہ باطل، باطل ثابت ہو اور حق کا، حق ہونا واضح ہو جائے

اِذۡ تَسۡتَغِيۡثُوۡنَ رَبَّكُمۡ فَاسۡتَجَابَ لَكُمۡ اَنِّىۡ مُمِدُّكُمۡ بِاَلۡفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓـئِكَةِ مُرۡدِفِيۡنَ ۝٩

اِذۡ تَسۡتَغِيۡثُوۡنَ رَبَّكُمۡ - جب تم مدد کے لیے پکار رہے تھے اپنے رب کو

اِستَغاثَ يَسْتَغِيْثُ ، اِسْتِغَاثَةً - فریاد کرنا، مدد طلب کرنا (X)

فَاسۡتَجَابَ لَكُمۡ - تو اُس نے دعا قبول کی تمہاری

اِسْتَجَابَ يَسْتَجِيْبُ ، اِسْتِجَابَةً سننا، قبول کرنا (X)

اَنِّىۡ مُمِدُّكُمۡ - کہ میں مدد کرنے والا ہوں تمہاری (م د د)

أَمَدَّ يُمِدُّ ، إِمْدَادًا - مدد کرنا (IV)

مُمِدٌّ - مدد کرنے والا

اردو میں : مدت، مدد، مد (وجزر)، امتداد، امداد، مداد (سیاہی)

بِاَلۡفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓـئِكَةِ - ایک ہزار سے فرشتوں میں سے

اَلْف - ہزار

مُرۡدِفِيۡنَ - پے در پے آنے والے (ر د ف)

رَدَفَ - (سواری پر) کسی کے پیچھے سوار ہونا

أَرْدَفَ يُرْدِفُ ، إِرْدَافًا ایک دوسرے کے پیچھے آنا (لگاتار آنا) (IV)

مُرْدِف - لگاتار آنے والے

اردو میں : ردیف (غزل یا قصیدہ میں دوسرے مصرع میں بار بار (پیچھے) آنے والے الفاظ)، اس ہم آہنگی کہ وجہ سے یہ حلیف اور دوست کے معنی میں بھی، مترادف (ہم معنی لفظ - اسی ہم آہنگی سے)

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَىِٕنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَلِتَطْمَىِٕنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝١٠

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ - اور نہیں بنایا اس کو اللہ نے

اِلَّا بُشْرٰى - مگر خوشخبری

وَلِتَطْمَىِٕنَّ - اور تاکہ مطمئن ہوں

بِهٖ قُلُوْبُكُمْ - اس سے تمہارے دل

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا - اور نہیں نصرت مگر

مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ - مگر اللہ کے پاس سے

اِنَّ اللّٰهَ - بیشک اللہ

عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ - بالادست ہے حکمت والا ہے

اِذۡ تَسۡتَغِيۡثُوۡنَ رَبَّكُمۡ فَاسۡتَجَابَ لَكُمۡ اَنِّىۡ مُمِدُّكُمۡ بِاَلۡفٍ مِّنَ الۡمَلٰۤـئِكَةِ مُرۡدِفِيۡنَ ﴿۹﴾ وَمَا جَعَلَهُ
اللّٰهُ اِلَّا بُشۡرٰى وَلِتَطۡمَـئِنَّ بِهٖ قُلُوۡبُكُمۡ ۚ وَمَا النَّصۡرُ اِلَّا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ﴿۱۰﴾

اور وہ موقع یاد کرو جبکہ تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے جواب میں اس نے فرمایا کہ میں تمہاری مدد کے لیے پے در پے ایک ہزار فرشتے بھیج رہا ہوں
یہ بات اللہ نے تمہیں صرف اس لیے بتا دی کہ تمہیں خوشخبری ہو اور تمہارے دل اس سے مطمئن ہو جائیں، ورنہ مدد تو جب بھی ہوتی ہے اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے، یقیناً اللہ زبردست اور دانا ہے

And recall when you implored your Lord for help and He responded to you: 'I will indeed reinforce you with a thousand angels, coming host after host.
Allah meant this as glad tidings and that your hearts may be set at rest. For every help comes from Allah alone. Surely Allah is All-Mighty, All-Wise.

محمد اقبال

اِذۡ تَسۡتَغِيۡثُوۡنَ رَبَّكُمۡ فَاسۡتَجَابَ لَكُمۡ اَنِّىۡ مُمِدُّكُمۡ بِاَلۡفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓـئِكَةِ مُرۡدِفِيۡنَ‏ ﴿۹﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشۡرٰى وَلِتَطۡمَـئِنَّ بِهٖ قُلُوۡبُكُمۡ‌ ۚ وَمَا النَّصۡرُ اِلَّا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ‏ ﴿۱۰﴾

مسلمانوں کی دعا کی استجابت، ایک ہزار فرشتوں کی صورت میں

- مسلمان اللہ کے حکم کے مطابق میدان جنگ میں پہنچ گئے دونوں فوجوں نے اپنے اپنے پڑاؤ ڈال لیے تو مسلمانوں نے دیکھا کہ ان کے مقابلے میں تعداد، تیاری، اور اسلحے کے لحاظ سے دشمن کی قوت تین گنا ہے، مسلمانوں کی بے سرو سامنی کا یہ عالم تھا کہ ان میں سے صرف آٹھ آدمیوں کے پاس شمشیریں، چند ایک کے پاس زرہ اور باقیوں کے پاس معمولی ہتھیار تھے، تو ایسے میں نبی اکرم ﷺ اور مسلمانوں نے اللہ سے مدد کی دعائیں کیں
- کہ یا اللہ ! تیرے دین کی سر بلندی کے لیے ہم بے سروسامانی کے باوجود کافروں کے مقابلے میں کھڑے ہیں ہمارے پاس جو کچھ تھا ہم لے کر حاضر ہوگئے ہیں۔ بظاہر کفر کے پاس بہت بڑی طاقت ہے لیکن ہمیں تیری طاقت پر بھروسہ ہے اگر تیری تائید اور نصرت ہمیں حاصل ہے تو پھر ہمیں کوئی اندیشہ نہیں
- آپ ﷺ ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے اور تہ بند بندھی ہوئی تھی اور فرما رہے تھے کہ اے اللہ تو نے جو وعدہ فرمایا ہے اس موقع پر پورا فرما۔ اگر مسلمانوں کی یہ مٹھی بھر جماعت ہلاک ہو گئی تو اس زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا"
- اللہ تعالیٰ نے ان دعاؤں کو قبول فرمایا، کفار کے ایک ہزار کے لشکر کے مقابلے میں ایک ہزار فرشتہ بھیجنے کا وعدہ فرمایا۔ سورۃ آل عمران میں دوسری خوشخبری کا بھی ذکر کہ اللہ مزید تین ہزار فرشتے بھیج کر مدد کرے گا (جب یہ مشہور ہوا کہ کرز بن جابر محاربی مشرکین کی مدد کے لیے ایک لشکر لے کر آرہا ہے)

اِذۡ تَسۡتَغِيۡثُوۡنَ رَبَّكُمۡ فَاسۡتَجَابَ لَكُمۡ اَنِّىۡ مُمِدُّكُمۡ بِاَلۡفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓـئِكَةِ مُرۡدِفِيۡنَ ۞ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشۡرٰى وَلِتَطۡمَـئِنَّ بِهٖ قُلُوۡبُكُمۡ‌ ۚ وَمَا النَّصۡرُ اِلَّا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ۞

- تیسرا وعدہ اس وقت فرمایا جب یہ بات مشہور ہوئی کہ کفار کی فوج کا ایک بہت بڑا حصہ مسلمانوں پر شب خون مارنے آرہا ہے۔ اس پر پروردگار نے فرمایا : بَلَىٰٓ إِن تَصۡبِرُواْ وَتَتَّقُواْ وَيَأۡتُوكُم مِّن فَوۡرِهِمۡ هَٰذَا يُمۡدِدۡكُمۡ رَبُّكُم بِخَمۡسَةِ ءَالَٰفٖ مِّنَ ٱلۡمَلَٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِينَ (اگر تم ثابت قدم رہے اور تقویٰ پر قائم رہے اور مقابل لشکر یکبارگی تم پر ٹوٹ پڑا تو تمہارا رب تمہاری امداد پانچ ہزار فرشتوں سے کرے گا جو خاص نشان یعنی خاص وردی میں ہوں گے)
- مدد تو جب بھی ہوتی ہے اللہ کی طرف سے - کسی شخص کو یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کسی کی مدد کے لیے فرشتوں یا اسباب کا محتاج ہے۔ فرشتے اگر کسی کی مدد کرتے ہیں تو اللہ کے حکم اس کے اذن اور اس کی دی ہوئی طاقت سے کرتے ہیں۔ اپنے طور سے وہ کسی کی مدد کرنے پر قادر نہیں۔
- البتہ ! اللہ کی ایک سنت ہے جس کے مطابق دنیا کا نظام چل رہا ہے کہ وہ جب بھی کسی کی مدد کرتا ہے تو اسباب کے پردے میں کرتا ہے۔ انسانی نظر چونکہ اسباب کو دیکھتی ہے اور اسباب ہی سے متاثر ہوتی ہے اس لیے جب وہ اسباب کو حرکت میں دیکھتی ہے تو اسے ایک گونہ سکون اور حوصلہ ملتا ہے۔ اس لیے پروردگار نے فرشتوں کے بھیجنے کا وعدہ فرمایا لیکن ساتھ یہ بتانا ضروری سمجھا کہ تم کہیں اپنے آپ کو فرشتوں کا محتاج نہ سمجھ لینا

اِذۡ تَسۡتَغِيۡثُوۡنَ رَبَّكُمۡ فَاسۡتَجَابَ لَكُمۡ اَنِّىۡ مُمِدُّكُمۡ بِاَلۡفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓـئِكَةِ مُرۡدِفِيۡنَ‏ ﴿۹﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشۡرٰى وَلِتَطۡمَئِنَّ بِهٖ قُلُوۡبُكُمۡ‌ۚ وَمَا النَّصۡرُ اِلَّا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ‏ ﴿۱۰﴾

- إِن تَصۡبِرُواْ وَتَتَّقُواْ کا وعدہ کیا expire ہو گیا ہے؟

- دوسری بات جس کی طرف توجہ دلائی جارہی ہے وہ یہ ہے کہ جنگ بدر میں پروردگار نے مسلمانوں کی مدد فرمائی اور ان کی حوصلہ افزائی کے لیے فرشتوں کی فوج بھیجی لیکن اس سے یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ اللہ کی نصرت کا یہ وعدہ صرف جنگ بدر کے ساتھ مخصوص تھا یا اس وقت کے مسلمانوں کے ساتھ خاص تھا کیونکہ ان میں اللہ کے آخری رسول موجود تھے بلکہ مسلمانوں کو یہ یقین رکھنا چاہیے کہ جب بھی تقویٰ اور صبر کی تصویر بن کر صرف اللہ کی رضا کے حصول اور اعلائے کلمتہ الحق کے لیے مسلمان دشمن سے نبرد آزما ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کی مدد ضرور اترے گی۔ ضروری نہیں کہ فرشتوں کی شکل میں مدد اترے کسی بھی صورت میں مدد آسکتی ہے۔ وہ چاہے تو پرندوں کو فرشتوں کی طاقت دے دے، چاہے تو سمندر کی موجوں کو بے لگام کردے، وہ چاہے تو آسمان کے دروازے بارشوں کے لیے کھول دے، لیکن عموماً وہ اپنے بندوں کی مدد کے لیے فرشتے اتارتا ہے۔ اس لیے ہر کٹھن وقت اور خطرناک حق و باطل کے معرکے میں مسلمانوں کو یقین رکھنا چاہیے کہ اگر انھوں نے کوئی کمزوری نہ دکھائی اور تقویٰ اور صبر کو ملحوظ رکھا اور وہی فضا پیدا کردی جو جنگ بدر میں تھی اور اللہ کے سامنے گڑگڑا کر اس سے مدد مانگی تو کوئی وجہ نہیں کہ مدد کے لیے فرشتے نازل نہ ہوں۔

- فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۪ وَ
اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝١ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ
اِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۚۖ ۝٢ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا
رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ؕ ۝٣ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ مَغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ
كَرِيْمٌ ۚ ۝٤ كَمَاۤ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۪ وَ اِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۙ ۝٥
يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَ هُمْ يَنْظُرُوْنَ ؕ ۝٦ وَ اِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ
اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَ تَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ
بِكَلِمٰتِهٖ وَ يَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۙ ۝٧ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَ يُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۚ ۝٨ اِذْ
تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۝٩ وَ مَا جَعَلَهُ اللّٰهُ
اِلَّا بُشْرٰى وَ لِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَ مَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝١٠ؑ

اس رکوع (۱۰ آیات) میں تمام خط کشیدہ قرآنی الفاظ اردو میں بھی براہ راست یا ان
سے نکلے ہوئے (مشتق) الفاظ استعمال ہوتے ہیں

اضافی مواد

Reference Material

مختلف غزوات (جنگوں) کا قرآن مجید میں تذکرہ

- قرآن حکیم میں متعدد غزوات کا تذکرہ موجود ہے لیکن سب غزوات کا نہیں ہے، جن کا ذکر کیا گیا ہے یقیناً ان کی اہمیت کسی نہ کسی پہلو سے دوسروں کے مقابلے میں زیادہ ہے
- قرآنِ مجید میں ان غزوات کا ذکر نمایاں طور پر اور تفصیلاً آیا ہے جو آپ ﷺ کی دعوت، آپ ؐ کی انقلابی جدو جہد اور آپ ؐ کے مشن کی تکمیل کی کوشش میں اہم سنگ ہائے میل (Land Marks) کی حیثیت رکھتے ہیں

غزوہ	سال	سورت
غزوہ بدر	رمضان ۲ھ	سورۃ الانفال (پوری) اس غزوہ پر مفصل تبصرہ ہے
غزوہ اُحد	شوال ۳ھ	سورۃ آل عمران کی ۶۰ آیات (۱۲۱ سے ۱۸۱ تک) میں اس غزوہ پر تفصیلی تبصرہ
غزوۂ بنو نضیر	ربیع الاول ۴ھ	اس کا تذکرہ سورۃ الحشر میں
غزوۂ احزاب	ذی القعدہ ۵ھ	سورۃ الاحزاب میں مکمل دو رکوعوں میں اس کا تذکرہ
غزوۂ بنو قریظہ	ذی الحجہ ۵ھ	اس کا تذکرہ بھی سورۃ الاحزاب میں
صلح حدیبیہ	ذوالقعدہ ٦ھ	سورۃ الفتح میں
غزوۂ حنین	شوال ۸ھ	سورۃ التوبہ میں
غزوۂ تبوک	رجب ۹ھ	تفصیلی تبصرہ سورۃ التوبہ میں

آیات 1 تا 10- (اہم نکات)

- اموالِ غنیمت سے متعلق سوال اور آپ ﷺ کو جواب دینے کی ہدایت - یہ آپ ﷺ کے فرائض میں سے ہے کہ آپ ﷺ اقتصادی واجتماعی سوالات کا جواب دیں اور ان کے احکام بیان کریں۔
- جنگ کے قوانین اور احوال کی رہنمائی بھی دیگر انسانوں کے اجتماعی و مادی مسائل اور امور کی طرح دینِ اسلام نے فراہم کی (کوئی گوشۂ زندگی اسلام کی رہنمائی سے خالی نہیں - ایمان والوں کو اسی الہی ہدایت کا پاس ہونا چاہیے)
- انفال اور جنگی غنائم کے بارے میں احکام الہی کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔
- مومنین کا فریضہ ہے کہ اپنے درمیان موجود کدورتوں، اختلافات اور لڑائی جھگڑوں کو ختم کرنے کیلئے کوشش کریں (وَأَصۡلِحُوا۟ ذَاتَ بَيۡنِكُمۡۖ)
- ایک ایمانی اور دینی معاشرے کی وحدت کی حفاظت کرنے کے لیے اور کدورتوں و اختلافات کو ختم کرنے کیلئے سب سے بڑا اور طاقتور عامل تقوی کا لحاظ رکھتے ہوئے احکام الہی پر عمل کرنا ہے
- اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے تمام احکام کی اطاعت کا لازمی ہونا۔
- تلاوت قرآن سے سچے مومنین کے اندر، ایمان کا اضافہ ہوتا ہے۔
- نماز قائم کرنا اور اللہ کے دیئے ہوئے (مالی) وسائل سے راہ خدا میں خرچ کرنا (انفاق) حقیقی ایمان کی روشن ترین علامت ہے

آیات 1 تا 10 - (اہم نکات)

- اقامتِ نماز اور راہ خدا میں انفاق، توکل علی اللہ، خشیت قلب اور ایمان میں اضافے کی نشانی ہے۔
- تمام فرائض اور عبادات میں اقامتِ نماز اور راہ خدا میں انفاق کو خصوصی امتیاز حاصل ہے
- اللہ کے فرامین اور ہدایات ہمیشہ، حق و مصلحت کی بنیاد پر صادر ہوتے ہیں (كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ)
- پیش آمدہ مشکل/جنگی حالات کے بارے میں معلومات، تبادلۂ خیال، مشاورت، فکری ہم آہنگی اور اتفاقِ رائے کی سعی و کوشش اجتماعی نظم و ضبط کا نبوی قرینہ ہے
- جنگ بدر کے واقعات اور اس میں مسلمانوں کی فتح ایک عظیم نعمت (ہونے کے علاوہ) توحید کے درس پر مشتمل ہے (وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ)
- تمام دنیاوی اسباب و ذرائع اور طبیعی عوامل پر اللہ کی حاکمیت مسلّم ہے (مسلمانوں کی نسبت مشرکین کی ناقابل موازنہ طاقت و برتری کا تقاضا یہی تھا کہ مشرکین فتح مند ہوتے لیکن تقدیر الٰہی یہ تھی کہ کامیابی اور فتح مسلمانوں کو نصیب ہو اور آخرکار ایسا ہی ہوا
- تاریخ کے سبق آموز حقائق کو یاد رکھنے کی ضرورت (وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ)
- توحید اور دین اسلام کی بنیادوں کو مضبوط کرنے اور کفر و شرک کی شکست میں جنگ بدر ایک تاریخ ساز معرکہ – (يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ)

آیات 1 تا 10 - (اہم نکات)

- دنیوی ثروت تک پہنچنے کا سب سے بڑا مقصد، باطل کی شکست اور حق کی فتح و کامیابی ہے (وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ)
- منشائے الٰہی کا بلند ترین مقصد زمین سے کفر کی جڑوں کو اکھاڑ پھینکنا ہے۔
- دشمن کے مقابلے میں، اپنی بے سروسامانی، دشمنی کی بظاہر جنگی قوت و برتری پر اللہ سے مدد و اعانت کی دعائیں انبیاء و رسل کی سنت مبارکہ اور اہل ایمان کا شیوہ (اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ)
- بارگاہ ربوبیت میں آپ ﷺ اور مجاہدین بدر کی دعا- غیبی امداد کے ذریعے ان کے استغاثے کا قبول ہونا، ایک یادر کھی جانے والی نعمت ہے۔
- مجاہدین کی غیبی امداد کی یاد دلانے کا مقصد، مومنین کو دین کے دشمنوں کا مقابلہ کرنے کی ترغیب دلانا اور ان سے خوف وہراس کو ختم کرنا ہے۔
- الٰہی امداد سے انسان کے بہرہ مند ہونے کے اسباب میں سے ایک، بارگاہ خداوندی میں اس کا دعا و استغاثہ کرنا ہے
- اہل ایمان مشکلات، سختیوں، خوف، اور شدید جنگی حالات میں اللہ کی طرف رجوع کریں
- اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع میں اللہ کی اہل ایمان کے لیے مدد و نصرت کی سنت
- میدان جنگ اور جنگی کاروائیوں میں نظم وضبط کا تعمیری اور واضح کردار (اَنِّىْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ)

آیات 1 تا 10 - (اہم نکات)

- ☜ اللہ کی طرف سے فرشتوں کا نزول، الٰہی مدد و نصرت کا ظہور
- ☜ ملائکہ کا نزول مومنین کو فتح و کامیابی کی بشارت دینا، انہیں اطمینان دلانا، ان پر سکینت نازل کرنے کے ساتھ ساتھ مشرکین کو قتل کرنے کا عملی قدم بھی
- ☜ کلمۂ اطمینان - اضطراب اور پریشانی کے بعد، قلبی آرام و سکون ہے
- ☜ جنگ میں فتح اور کامرانی حاصل کرنے میں، مجاہدین کے حوصلوں کو بلند کرنا اور انہیں تقویت پہچانا گہری تاثیر رکھتا ہے۔ (بِاَلۡفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ مُرۡدِفِيۡنَ ۝٩ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشۡرٰى وَلِتَطۡمَئِنَّ بِهٖ قُلُوۡبُكُمۡ ۚ)
- ☜ ہر طرح کی امداد اور کامیابی اور فتح و نصرت کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے (نہ کہ ملائکہ یا دوسرے اسباب و علل)
- ☜ دشمنوں سے جنگ میں بھروسہ اور توکل صرف اللہ پر ہونی چاہیے، صرف وہی ذات مدد و استعانت کے قابل
- ☜ اللہ تعالیٰ، عزیز (ناقابل شکست فاتح) اور حکیم (کارساز) ہے (اِنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ)، وہ ہر کام میں غالب و فتح مند ہے اور اس کے تمام کام حکمت کی بنیاد پر استوار ہوتے ہیں۔

جنگ بدر کا پس منظر

- سورۃ انفال چونکہ غزوۂ بدر پر اللہ تعالیٰ کا مفصل تبصرہ ہے اس لیے اس سورت کے مطالعے سے پہلے غزوہ بدر کے پس منظر کے بارے میں جاننا بہت ضروری ہے
- غزوۂ بدر کا شمار تاریخ اسلام کی ایک اہم ترین جنگوں میں ہوتا ہے جو 17 رمضان المبارک 2 ہجری (بمطابق 13 مارچ 624ء) کو لڑی گئی
- مسلمان لشکر کی قیادت رسولِ کریم ﷺ نے اور لشکرِ کفار کی قیادت عتبہ بن ابی ربیعہ نے کی
- یہ معرکہ مدینہ سے جنوب مغرب میں بدر نام مقام پر ہوا۔ اسے غزوہ بدر کبریٰ بھی کہا جاتا ہے
- 13 سال تک مسلسل ظلم سہنے اور مصیبتیں جھیلنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مدینہ میں پہلے لڑائی کی اجازت دی (سورۃ الحج آیت ۳۹) اور پھر سورۃ البقرہ (۲ ہجری) میں اسلام کا راستہ روکنے والے ائمہ کفر اور ایک اہل کفر و شرک سے لڑائی (قتال) کا حکم دیا (سورۃ البقرۃ آیت ۱۹۰)
- اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے اِس اذن قتال اور پھر حکمِ قتال کے بعد نبی کریم ﷺ نے جو حکمتِ عملی اختیار کی وہ کوئی دفاعی نہیں بلکہ آپ ﷺ کی پیشگی اور اقدامی (Preemptive & obstructive) حکمتِ عملی تھی
- اللہ کی طرف سے دینِ اسلام کے اظہار (غلبے) کا جو مشن آپ ﷺ کی زندگی کا مشن تھا جو قرآن میں چار مرتبہ بیان کیا گیا ہے اور سورۃ الصّف کا مرکزی مضمون ہے (هُوَ الَّذِيٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَ دِيۡنِ الۡحَقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ) کو بروئے کار لانے کے لیے کفر کا نظام مٹانا اور اس کی جگہ اسلام کے نظام کو قائم کرنا ایک ناگزیر عمل

جنگ بدر کا پس منظر

- نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے اس قرآنی اور الٰہی مقصد (اقامت دین) کی تکمیل کے لیے کفر و شرک کے نظام سے سمجھوتہ (co-existence) کسی صورت میں قابلِ قبول نہیں ہو سکتا، یہ دو متضاد اور متحارب نظام ہیں
- مغلوب دور کے مؤرخین نے اس صورت حال میں جو دفاعی جنگوں کے تصور کو آپؐ کی حکمتِ عملی قرار دیا ہے وہ صحیح نہیں ہے بلکہ یہ صورتحال اس بات کی متقاضی تھی کہ اب مسلمان مدینہ میں ایک قوت ہیں، ایک بہت بڑی قوت بننے جا رہے ہیں ان کے پاس انسانی معاشرے کے لیے سماجی، معاشرتی، خانگی، دفاعی، اقتصادی غرض ہر شعبہ زندگی کے لیے قوانین موجود ہیں اور یہ نظام تب ہی قائم ہوگا جب جاہلیت اور کفر کے نظام کو اکھاڑ کر اس کی جگہ پر یہ الٰہی نظام کھڑا کر دیا جائے۔ اس کے لیے لازم ہے کہ کفر اور آئمہ کفر کو اسلام کے سامنے سرنگوں کر دیا جائے
- اس مقصد کے لیے کفر و جاہلیت کے نظام پر فیصلہ کن اور دوٹوک ضرب لگانا ناگزیر ہے، اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر کو "یوم الفرقان" کہا ہے کہ یہ کفر اور اسلام کے درمیان فرق کرنے والا معرکہ ہے اور اس سورت میں اللہ نے یہ خود بتا دیا کہ جب مسلمان قافلے کے لیے جانا چاہتے تھے تو اللہ کی منشاء (اور پھر رسول ﷺ کی منشا بھی) یہ تھی کہ وہ مکہ سے آنے والے لشکر کی طرف جائیں اور اسباب و سامان کی قلّت کے باوجود کفر کے اس لشکر سے بھڑ جائیں جو پوری افرادی اور جنگی قوت کو لے کر میدان جنگ میں آ رہا ہے اور جس کی شکست کا مطلب ہوگا کہ کفر اور اس نظام پر کاری ضرب اس ادھ موا کر دے گی (اور پھر ہوا بھی یہی) -[اس تناظر میں اللہ تعالیٰ کی فرشتوں کے ذریعے سے مسلمان لشکر کی نصرت ومدد کو دیکھیے]
- اس غزوہ نے آپ ﷺ کی دین اسلام کے بارے آئندہ حکمت عملی کو بالکل واضح کر دیا (وَيُرِيدُ اللَّهُ أَن يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ ۝٧ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ۝٨) ۔ اگر اللہ اس معرکے کے ذریعے کفر اور اہل کفر کی جڑ کاٹ دینا چاہتا ہے اور (دین) حق کو ثابت (کھڑا) کرنا چاہتا ہے تو رسول ﷺ کی کیا منشا و حکمت عملی ہوگی؟

جنگ بدر کا پس منظر

- متحارب کفار (اہلِ مکہ) جو کفر کے نظام کے رکھوالے تھے اور دینِ اسلام کی اقامت میں سب سے بڑی رکاوٹ تھے ان کے اس نظامِ جاہلیت کو ختم کرنے کے لیے مدینہ پہنچ کر نبی اکرم ﷺ نے (کچھ ضروری داخلی امور سے فارغ ہو کر) کئی اقدامات اٹھائے
- آپ ﷺ نے مدینہ کے مضافات میں آباد کئی قبائل سے ملاقاتیں کر کے ان سے دوستی کے (حلیفانہ) معاہدے کیے اور کچھ قبائل نے غیر جانبداری کے معاہدے کیے جس سے مسلمانوں کا اثر و رسوخ زیادہ اور قریش کا کم ہوتا چلا گیا
- ہجرت کے ۷ مہینے بعد آپ ﷺ نے مدینہ کے اطراف میں تجارتی شاہراہ جو مکہ سے شام کی طرف جاتی تھی اس پر چھاپہ مار دستے بھیجنے شروع کر دیے، حتیٰ کہ آپؐ نے اس دوسری تجارتی شاہراہ جو مکہ سے (جنوب میں) یمن کی طرف جاتی تھی اس پر نظر (surveillance) رکھی
- آپ ﷺ نے غزوہ بدر (رمضان ۲ھ) سے پہلے ۱۳ مہینے میں ان دونوں شاہراؤں پر آٹھ مہمات بھیجیں اور ان میں چار ایسی تھیں جن میں آپ ﷺ نے بذات خود شرکت فرمائی جس سے ان مہمات کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے
- اور ان مہمات سے واضح ہو گیا کہ قریشِ مکہ کی اقتصادی Lifeline آپ ﷺ کے خاص ہدف پہ ہو گی کیہ یہ کفر و جاہلیت کے نظام کے لیے ایک بڑا سہارا تھی اور ان کی معاشی ناکہ بندی ان کے نظام کی موت کے مترادف تھی
- آپ ﷺ کے مدینہ کے قرب جوار میں سیاسی اثر و رسوخ کے بڑھنے اور ان کی تجارتی شاہراہ غیر محفوظ ہونے کے حقیقی خطرے کا انہوں نے ادراک کیا اور مدینہ پر فیصلہ کن حملے کی تیاریاں کرنے لگے

جنگ بدر کا پس منظر

- اس تناؤ کے (Tense) ماحول میں دو واقعات جنگِ بدر کا فوری محرک (exciting cause) بنے
- پہلا واقعہ رجب 2 ھ میں پیش آیا، جب آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جحش کی قیادت میں بارہ آدمیوں پر مشتمل ایک دستہ مکہ کے جنوب میں یمن تجارتی شاہراہ پر اس غرض سے بھیجا کہ قریش کے تجارتی قافلوں کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھے ۔ اتفاقاً اس دستے کی مڈ بھیڑ قریش کے ایک تجارتی قافلے سے ہو گئ۔ مقابلے میں ایک مشرک عبداللہ بن حضرمی مارا گیا جبکہ ایک دوسرے مشرک کو قید کرلیا گیا۔ مال غنیمت اور قیدی کے ساتھ یہ لوگ جب مدینہ پہنچے تو نبی اکرمؐ نے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا، کیونکہ ایسا کرنے کا انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا لیکن جو ہونا تھا وہ ہو چکا تھا۔ یہ گویا مسلمانوں کی طرف سے قریش کے خلاف پہلا با قاعدہ مسلح اقدام تھا جس میں ان کا ایک شخص بھی قتل ہوا۔ لہٰذا اس واقعہ سے ماحول کی کشیدگی میں مزید اضافہ ہو گیا
- دوسرا بڑا اور اہم واقعہ ابو سفیان کا شام کی طرف ایک بہت بڑے تجارتی مال کے حامل تجارتی قافلے کو لیکر جانا تھا، اس کی واپسی پر نبی اکرم ﷺ نے اس قافلے کا تعاقب کیا مگر وہ لوگ بچ نکلنے میں کامیاب ہوگیا، قافلے کے قائد ابو سفیان نے مکہ والوں کو مدد کی ایک فوری (SOS) درخواست کی
- ان دونوں واقعات کی اشتعال انگیز خبریں کم و بیش ایک ہی وقت میں جب مکہ پہنچیں تو وہاں گویا آگ بھڑک اٹھی۔ اگرچہ قافلہ بچ کر آگیا لیکن جنگ کرنے کیلیے فوری طور پر ایک ہزار کا لشکر تیار کیا گیا جس کے لیے ایک سو گھوڑوں پر مشتمل رسالہ اور نو سو اونٹ مہیا کیے گئے ، وافر مقدار میں سامان رسد اور اسلحہ وغیرہ بھی فراہم کیا گیا

جنگ بدر کا پس منظر

- قریش کے سرداروں نے فیصلہ کیا کہ اب مسلمانوں کا ہمیشہ کے لیے کام ختم کر کے ہی واپس جائیں گے۔ عبداللہ بن حضرمی کے ورثاء نے حضرمی کا انتقام لینے پر اصرار کیا۔ چنانچہ قریشی لشکر مدینہ کی طرف بڑھتا چلا گیا اور بدر میں خیمہ زن ہو گیا۔
- ان حالات میں آپ ﷺ نے مجلس مشاورت منعقد کی اور لوگوں سے رائے طلب کی، مہاجرین اور انصار کے نمائندوں نے جان نثاری کی کسی آخری حد تک آپ ﷺ کا ساتھ دینے کے اعلان کیے جس سے آپ بے حد خوش ہوئے
- مسلمانوں کی تعداد سو سے کچھ زاہد تھی (۸۶ مہاجرم، ۶۱ قبیلہ اوس کے اور ۱۷۰ قبیلہ خزرج کے) جن میں صرف دو تین کے پاس گھوڑے تھے اور باقی آدمیوں کے لیے ۱۷۰ اونٹوں سے زیادہ نہ تھے، صرف ۶۰ آدمیوں کے پاس زرہیں تھیں۔ (ان حالات میں جنگ کا فیصلہ کرنا بہت مشکل امر تھا اور وہ بھی ایک بڑی جنگی قوت کے سامنے)
- مسلمانوں کی اس بے سرو سامانی کے عالم میں ۱۷ رمضان المبارک کو دونوں لشکر آمنے سامنے آگئے تو نبی اکرم ﷺ نے اللہ کے سامنے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا" اے اللہ! یہ ہیں قریش، اپنے سامان غرور کے ساتھ آئے ہیں تاکہ تیرے رسول کو جھوٹا ثابت کریں، خداوند! بس اب آجائے تیری وہ مدد جس کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا، اے خدا اگر آج یہ مٹھی بھر جماعت ہلاک ہو گئی تو روئے زمین پر پھر تیری عبادت نہ ہو گی"
- اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعا قبول فرمائی اور مسلمان لشکر کی مدد کے لیے فرشتے اتارے

جنگ بدر کا پس منظر

جنگِ بدر کے حالات کی تفصیلات سیرت و مغازی کی کتب میں ملاحظہ فرمائیں:

- رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تلواروں کے سائے میں - حافظ ادریس احمد
- محسنِ انسانیت ــ مولانا نعیم صدیقی
- سیرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - سید ابوالاعلیٰ مودودی
- سیرت مصطفیٰؐ - مولانا محمد ادریس کاندھلوی
- رحیق المختوم- مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری